جناب محمد یونس میو*

خلافت فاروقی میں اقلیتوں کے حقوق و مراعات

اگر یہ پوچھا جائے کہ انسانی ہیئت اجتماعیہ کے لئے حکومت کی ضرورت کیوں ہے تو اس کا ایک ہی جواب ہوسکتا ہے کہ اور وہ یہ کہ حکومت کی ضرورت عدل کے لئے ہے اور کسی بھی حکومت کے عدل و مساوات کو جانچنے (کیلئے) کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ غیر قوموں کی اقلیتوں کے ساتھ اس کا طرز عمل کیا ہے؟ اور ان کو اس حکومت میں کیا حقوق اور مراعات حاصل ہیں۔ اس معیار سے فاروقیؓ عہد عدل و مساوات کا نمونہ تھا حضرت عمرؓ نے غیر مسلم رعایا کو جو حقوق دیئے اس کا مقابلہ اگر اس زمانے کی دیگر سلطنتوں سے کیا جائے تو کسی طرح کا تناسب نہ ہوگا۔

کسی بھی قوم کے حقوق کو چار عنوانات کے ذیل میں بیان کیا جاسکتا ہے جان' مال' عزت و آبرو' اور مذہب ان کے علاوہ جتنے حقوق ہوتے ہیں وہ سب انہی کے ماتحت ہیں۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں غیر مسلموں کو یہ حقوق حاصل تھے۔ مفتوحہ اقوام سے جو رعایا ہوئے وہ اس حقیقت پر شاہد ہیں۔ ۱۶ ہجری ۶۳۷ء میں بیت المقدس کا معاہدہ حضرت عمر کی موجودگی میں آپ ہی کے الفاظ میں تحریر ہوا تھا۔ علامہ جریر طبری نے اپنی تاریخ میں اس کو مفصل بیان کیا ہے؟ فاروق اعظم کے الفاظ یہ تھے۔

''یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام ''امیر المومنین'' نے (ایلیا) کے لوگوں کو دی۔ یہ امان ان کی جان' مال' گرجا' صلیب' تندرست' بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے۔ اسی طرح کہ ان گرجوں میں سکونت نہ کی جائے گی نہ وہ ڈھائے جائیں گے نہ ان کو اور ان کے احاطہ کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کیجائے گی' مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہ کیا جائے گا۔ نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا''

اس معاہدے پر حضرت عمرؓ کے علاوہ بڑے بڑے صحابہؓ نے دستخط ثبت فرمائے۔ جرجان کی فتح کے وقت جو معاہدہ رقم ہوا اس میں یہ الفاظ قابل ملاحظہ ہیں:

---

* اسسٹنٹ پروفیسر۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس' ڈسکہ

''ان کی جان، مال اور مذہب و شریعت کو امان ہے۔ اور اس میں سے کسی شے کو تغیر نہیں کیا جائے گا''

آذر بائیجان اور موقان کے معاہدات میں بھی جان، مال اور مذہب کے تحفظ کے بارے میں ایسی ہی تحریرات پائی جاتی ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنے عمال کو ان معاہدوں کی پابندی کی تاکید لکھتے رہتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ فاتح شام کو لکھا۔

''مسلمانوں کو ذمیوں (اقلیتوں) پر ظلم کرنے، ان کو نقصان پہنچانے اور بے وجہ ان کا مال کھانے سے روکو اور ان سے جو شرطیں طے کی گئی ہیں ان کو پوری کرو۔ شاہ ولی اللہ نے ''ازالۃ الخفاء'' میں حضرت عمرؓ کے اس وصیت نامہ کا ذکر کیا ہے جس میں آپ نے ذمیوں کے حقوق کے بارے میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کی تھی یعنی ان کے عہد و پیمان کو پورا کیا جائے۔ ضرورت پڑے تو ان کی حمایت میں لڑائی کی جائے اور طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دی جائے۔

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی مشہور کتاب ''الفاروق'' میں لکھا ہے کہ ''مذہبی امور میں ذمیوں کو پوری آزادی دی تھی اور وہ ہر قسم کی رسوم مذہبی ادا کرتے تھے۔ علانیہ ناقوس بجاتے تھے صلیب نکالتے تھے۔ ہر قسم کے میلے ٹھیلے کرتے تھے۔ ان کے پیشوایان مذہبی کو جو مذہبی اختیارات حاصل تھے، بالکل برقرار رکھے گئے تھے۔

علامہ ابن سعد نے اپنی طبقات، جلد پنجم میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ اسلام کی اشاعت کی اگرچہ نہایت کوشش کرتے تھے اور مذہب خلافت کے لحاظ سے ان کا یہ فرض بھی تھا لیکن وہیں تک جہاں وعظ اور مسند کے ذریعے ممکن تھا آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مذہب کے قبول کرنے پر کوئی شخص مجبور نہیں کیا جاسکتا اشتق ان کا ایک عیسائی غلام تھا اس کو ہمیشہ اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے تھے لیکن جب اس نے انکار کیا تو فرمایا "لا اکراہ فی الدین" یعنی مذہب میں کوئی جبر نہیں''

حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں کی جان و مال کو مسلمانوں کی جان مال کے برابر قرار دیا۔ مسلمان اگر کسی ذمی کو قتل کر ڈالتا تھا تو حضرت عمرؓ فوراً اس کے بدلے میں مسلمان کو قتل کرا دیتے تھے۔ مولانا شبلی نے امام شافعیؒ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے لکھ بھیجا کہ قاتل، مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ شخص مقتول کے وارث جس کا نام حنسین تھا حوالہ کیا گیا اور اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔

مال اور جائیداد کے متعلق حفاظت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی تھی کہ جس قدر زمینیں ان کے قبضے میں تھیں اسی حیثیت سے بحال رکھی گئیں جس حیثیت سے فتح سے پہلے ان کے قبضے میں تھیں یہاں تک کہ ان کا خریدنا ہی

مسلمانوں کے لئے ناجائز قرار دیا گیا۔

ڈاکٹر حمید اللہ جو مشرق و مغرب کی نو زبانوں پر قدرت رکھتے تھے اور چار میں (اردو۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔عربی) بالواسطہ تقریری کی خدمت انجام دیتے تھے۔ مطالعہ اور گفتگو کی اعلیٰ استعداد' جرمنی' اطالوی' فارسی' ترکی' اور روسی زبانوں میں بھی حاصل تھی۔ ایک نسطوری عیسائی کے خط پر جو اس نے اپنے دوست کو لکھا تھا اپنے مقالہ ''عمر بن الخطاب'' مقولہ اردو دائرہ مصارف اسلومیہ میں لکھتے ہیں:

یہ طائی (عرب) جن کو اللہ نے آج کل حکومت دی ہے ہمارے بھی مالک بن گئے ہیں۔ لیکن وہ عیسائی مذہب سے جنگ نہیں کرتے' بلکہ وہ ہمارے ایمان کی محافظت کرتے ہیں۔ ہمارے پادری اور مقدس لوگوں کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے گرجاؤں اور راہب خانوں کو عطیے دیتے ہیں۔

مالگزاری اور جزیہ کے بارے میں حضرت عمرؓ بڑے محتاط رہتے تھے اول یہ حساب مقامی زبانوں میں مرتب کئے جاتے نیز ان کی وصولی کے لئے غیر مسلموں ہی کو حریف (ماہرین) مقرر کیا جاتا تھا اس کے باوجود ہر سال ٹیکس کی وصولی کے بعد ہر حربے سے وہاں کے ٹیکس دہندوں کا ایک وفد مدینے بلایا جاتا تھا اور اس کا اطمینان کیا جاتا کہ وصولیوں میں ظلم نہیں ہوا۔ مولانا شبلی نعمانی نے اس ضمن میں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ فود دس دس افراد (زمینداروں) پر مشتمل ہوتے تھے اور حضرت عمرؓ ان سے چار دفعہ بتاکید قسم لیتے تھے کہ مال گزاری کے وصول کرنے میں کچھ سختی تو نہیں کی گئی۔

جان مال و جائیداد کے متعلق جو حقوق و مراعات ذمیوں کو دیئے گئے تھے وہ صرف زبانی کلامی نہ تھے بلکہ نہایت سختی سے ان کی پابندی کی جاتی تھی۔ مثلاً شام کے ایک کاشت کار نے شکایت کی کہ اہل فوج نے اس کی زراعت کو پامال کر دیا ہے تو حضرت عمر نے اس پر دس ہزار درہم کا معاوضہ ادا کیا۔

حضرت عمرؓ کی رعایا پروری اور مذہبی رواداری اس بنیادی اصول پر مبنی تھی کہ ملکی حقوق اور مراعات میں ذمیوں اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہ کیا جائے۔ محصولات کے بارے میں بھی یہی طرز عمل اختیار کیا گیا۔ اگر ذمیوں سے جذیہ اور عشور لیا جاتا تھا تو مسلمانوں سے بھی زکوٰۃ 'عشر حاصل کیا جاتا تھا اگر اپاہج' ضعیف اور نادار مسلمانوں کے وظائف مقرر کئے جاتے تو اسی طرح کی مراعات ذمیوں کو بھی حاصل تھیں۔ شاہ ولی اللہ نے ''ازالہ الخفاء'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کا گزر ایک مکان پر ہوا جس کے دروازے پر ایک بوڑھا اندھا شخص سوال کر رہا تھا۔ آپ نے پاس جا کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا ہے۔ اس نے کہا کہ جزیہ نے۔ بڑھاپے نے' اور ضرورت نے۔ آپؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گھر تک لے گئے اور گھر میں سے کچھ لا کر اسے دیا بعد ازاں داروغہ بیت المال کو بلا کر آپؓ نے فرمایا ''اگر ہم نے اس کی جوانی میں مال کھایا اور بڑھاپے میں اسے ذلیل

کیا تو کچھ انصاف نہیں کیا۔ پھر آپؓ نے اس کا جزیہ معاف فرمایا‘‘

اس طرح ایک موقع پر جب آپؓ شام سے واپس تشریف لا رہے تھے تو آپؓ نے ایک ایسی قوم کا جزیہ معاف فرمایا جو اس کی ادائیگی سے معذور تھی۔ اس واقعہ کو شاہ ولی اللہ، مولانا شبلی نعمانی اور شاہ معین الدین ندوی نے بھی نقل کیا ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ جو مستشرقین یورپ کا مطالعہ رکھتے تھے، لکھتے ہیں کہ ’’شام میں مسلمانوں نے ایک یہودی کی کچھ زمین جبراً لے کر وہاں مسجد بنائی حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی تو مسجد کو ڈھا کر زمین اصلی مالک کو دے دی۔ ایک بسنائی عیسائی پروفیسر بشکری رقر داحی نے ۱۹۳۳ء میں لکھا کہ یہ ’’بیت الیہودی‘‘ اب تک موجود اور مشہور ہے۔‘‘

اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں یہ بات لائق توجہ ہے کہ اگر ذمیوں نے کبھی سازش یا بغاوت کی تب بھی حضرت عمرؓ نے ان کی مراعات کو ملحوظ خاطر رکھا اور حالات کو معمول پر لانے کا پورا پورا موقع فراہم کرتے۔ مولانا شبلی نعمانیؒ نے اس ضمن میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ شام کی سرحد پر عربوس کے لوگوں نے رومیوں سے سازش کی تو آپؓ نے وہاں کے حاکم عمر بن سعد کو لکھا کہ ’’جس قدر ان کی جائیداد، زمین، مویشی اور اسباب ہیں سب کو شمار کر کے ایک ایک چیز کی دوچند قیمت دے دو اور ان سے کہہ دو کہ کہیں اور چلے جائیں اگر اس پر راضی نہ ہوں تو ان کو ایک برس کی مہلت دے دو اس کے بعد جلاوطن کر دو‘‘

آج کل کوئی قوم اس درگزر اور عفو مصالحت کی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے؟

ایک جمہوری اور شخصی طریق حکومت میں جو چیز امتیاز پیدا کرتی ہے وہ عوام کی مداخلت اور عدم مداخلت ہے جس قدر رعایا کو دخل دینے کا حق زیادہ ہوگا اسی قدر اس میں جمہوریت کا عنصر زیادہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ ہمیشہ ان امور میں جن کا تعلق ذمیوں سے ہوتا تھا، مشورہ اور رائے لیتے تھے۔ عراق کے بندوبست میں عجمی رئیسوں (پارسی اور عیسائی) کو مدینہ بلا کر مالگزاری کے حالات دریافت کرتے تھے۔ اس طرح مصر کے انتظام کے وقت وہاں کے گورنر کو لکھا کہ ’’مقوقس‘‘ سے (سابق حاکم مصر) سے خراج کے بارے میں رائے لو۔ اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو ایک واقف کار قبطی کو مدینے میں طلب کیا اور اس کی رائے معلوم کی۔

ان حالات و واقعات کی روشنی میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں غیر مسلموں (ذمیوں) کی جان و مال، عزت و آبرو اور مذہب کا اسی قدر استحقاق کیا جاتا جس قدر مسلمان کی عزت و ناموس کا۔ حتیٰ کہ ان کی نسبت کسی قسم کی تحقیر کا لفظ استعمال کرنا بھی نہایت ناپسندیدہ خیال کیا جاتا تھا۔